70

اللہ کی راہ میں خرچ کرو

(فرمودہ ۱۰/اگست ۱۹۱۷ء)

حضور نے تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کی۔

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حَبَّۃٍ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ ط واللہ یضٰعف لِمن یشاء واللہ واسع علیم۔ (البقرۃ:۲۶۲)

بعد ازاں فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کی یہ سنّت قدیم سے چلی آتی ہے کہ وہ اپنے بندوں کی ترقی مدارج کے لئے زیادہ سے زیادہ سامان پیدا کرتا رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کسی بات کا محتاج نہیں۔ وہ غنی ہے۔ ہاں لوگ اسکے محتاج ہیں۔ پس وہ بندوں کو اگر کوئی کام کرنے کا موقعہ دیتا ہے تو اس لئے نہیں کہ اس کو ضرورت ہے۔ بلکہ وہ ان پر رحم کرنا چاہتا ہے۔ اس سنت کے ماتحت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی آتے رہے ہیں۔ اور وہ دو قسم کے تھے............ اوّل وہ جو ایک ستون کے طور پر ہوتے تھے کہ عمارت کے قیام اور سہارے کیلئے ان کو نیچے کھڑا کر دیا جاتا تھا۔ مثلاً حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام وغیرہ۔ ان کے سپرد صرف جماعت کو سنبھالنے کا کام ہوتا تھا۔ لیکن جو دوسری قسم کے انبیاء ہوتے ہیں۔ ان کو نئے سرے سے جماعت قائم کرنا پڑتی تھی۔ مثلاً حضرت مسیح ناصری، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے حضرت مسیح موعود۔ ان کی ابتداء ایسی ہوتی ہے کہ دنیا انکو دیکھ کر خیال نہیں کرسکتی کہ یہ لوگ بھی دنیا کے لئے کچھ مفید ثابت ہوں گے۔ مگر خدا ان کے ذریعہ دنیا کی حالت کو درست کر دیتا ہے۔

اوران انبیاء کو کمزوری کی حالت سے بلندی کی طرف لے جاتا ہے۔ اس وقت دنیا معلوم کرتی ہے کہ خدا ہے۔ جس کے آگے کوئی کام ان ہونا نہیں۔

ثواب کا اعلیٰ موقعہ: ایسے انبیاء کے وقت انکی اُمّتوں کو موقعہ دیا جاتا ہے کہ وہ جس طرح بھی ہو سکے دین کی خدمت کریں۔ چونکہ وہ وقت تعمیر قوم کا وقت ہوتا ہے اس لئے لوگوں کو مقابلہ کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ اور وہی ثواب کا وقت ہوتا ہے۔ کیونکہ ابتداء میں جبکہ انبیاء کمزور نظر آتے ہیں جو لوگ ان کو قبول کرتے ہیں وہ سب انعام کے وارث ہو جاتے ہیں۔ وہ لوگوں کو ایمان کی طرف بلاتے ہیں اور ایمان کے ساتھ ان کو روحانی طاقت وقوّت ملتی ہے۔ یہ محض خدا کا فضل ہے۔ اور انسان کا اس میں نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان خدا کی راہ میں خرچ کر کے ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ اس کو اور زیادہ ملتا ہے۔

صحابہ کرام کی مثال: صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اپنے وطن کو چھوڑا ان کو ان کے وطن سے بہتر وطن ملا۔ مکان چھوڑے ان سے بہتر مکان ملے۔ بہن بھائی چھوڑے انکو بہتر بہن بھائی ملے۔ اور انہوں نے اپنے ماں باپ کو چھوڑا انہیں کروڑوں ماں باپ سے بہتر محبّت کرنیوالے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے۔ تو خدا کی راہ میں چھوڑنے والا ضائع نہیں کرتا بلکہ اسکو بہت بہت بڑھ چڑھ کر واپس ملتا ہے۔ یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے اسمیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مثل الذین ینفقون فی سبیل اللہ کمثل حبّۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبّۃ ط واللہ یضٰعف لمن یشاء واللہ واسع علیم۔ خدا کے رستے میں جس طرح اور چیزیں خرچ کی جاتی ہیں۔ اسی طرح مال خرچ کرنے کے بھی موقعے پیش آتے ہیں۔ لیکن کسی کو مال پیارا ہوتا ہے۔ کسی کو جان عزیز ہوتی ہے۔ کسی کو عزّت وآبرو کا پاس ولحاظ ہوتا ہے۔ اس لئے مومن کی ہر طرح کی آزمائش ہوتی ہے۔ اور جس طرح کا انسان ہو اسکی اسی طرح کی آزمائش ہوتی ہے۔ اگر کسی کو مال پیارا ہو تو وہ مال خرچ کرے۔ اگر کسی کو جان عزیز ہو تو وہ جان کو قربان کرے تا کہ معلوم ہو کہ اس کا ایمان اس قدر مضبوط ہے کہ خدا کی راہ میں پیاری سے پیاری چیز خرچ کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

خدا تعالیٰ کی راہ میں دیا ہوا کس قدر بڑھتا ہے: خدا تعالیٰ فرماتا ہے: **مثل الذین ینفقون** (الآیۃ) وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں انکی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی دانہ کھیت میں ڈالا جائے اور وہ دانہ سات بالیں نکالے اور ہر بال میں سَو دانہ ہو گویا ایک دانہ سے سات سو گنا پیدا ہوا۔ یہ ایک مثال ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے **واللہ یضعف لمن یشاء** اللہ تعالیٰ اس سے بھی بڑھا کر دیتا ہے اور اس سے بھی زیادہ بڑھاتا ہے۔ خدا کی طرف سے دینے میں بخل تو تب ہو جبکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی چیز کی کمی ہو۔ **واللہ واسع**۔ اللہ بڑی وسعت بڑی فراخی والا ہے۔ اور پھر اللہ علیم ہے وہ جانتا ہے کہ یہ شخص کس قدر انعام کا مستحق ہے۔ اگر کوئی کروڑوں گُنے کا بھی مستحق ہو تو بھی اللہ تعالیٰ اس کے خرچ کئے ہوئے کو اس کے لئے بڑھا دیگا۔

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب زمیندار دانہ زمین میں ڈال دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو بڑھا کر دیتا ہے تو جو شخص اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا کیسے ممکن ہے کہ اس کا خرچ کیا ہوا ضائع جائے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے کا تو کم از کم سات سو ملتا ہے اور اس سے زیادہ کی کچھ حد بندی ہی نہیں۔ اگر انتہائی حد مقرر کر دی جاتی تو اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھی محدود ماننا پڑتا۔ جو خدا تعالیٰ میں ایک نقص ہوتا۔ اس لئے فرمایا کہ تم خدا کی راہ میں ایک دانہ خرچ کرو گے تو کم از کم سات سو دانہ ملے گا۔ اور زیادہ کی کوئی حد نہیں جتنا بھی مل جائے تو خوب یاد رکھو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ضائع کرنا نہیں بلکہ بڑھانا ہے۔

حضرت مسیح ناصری نے فرمایا ہے کہ اپنے مال کو وہاں جمع کرو جہاں کوئی چور چرا نہیں سکتا۔ اور غلّہ کو وہاں رکھو جہاں کوئی کیڑا کھا نہیں سکتا[1]۔ یہ حضرت مسیح نے اپنے رنگ میں اچھی بات کہی ہے۔ مگر قرآن کریم ان سے بڑھ کر کہتا ہے۔ انہوں نے صرف یہ فرمایا ہے کہ تم اگر خدا کے خزانہ میں جمع کرو گے تو کوئی چرا نہیں سکے گا۔ لیکن قرآن کریم کہتا ہے کہ اگر تم خدا کے خزانہ میں جمع کرو گے تو یہی نہیں کہ کوئی اس کو چُرائے گا نہیں بلکہ

[1]:۔ متی ۲۰/۲

تمہیں کم از کم سات سو گنا ہو کر ملے گا۔ اور اس سے زیادہ کی کوئی حد بندی نہیں۔ پھر حضرت مسیح کہتے ہیں کہ وہاں غلّہ کو کوئی کیڑا نہیں کھا سکتا۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ صرف کیڑے سے ہی محفوظ نہیں رہتا۔ بلکہ ایک سے سات سو گُنا بڑھ بھی جاتا ہے۔

ہمیں کیا کرنا چاہئیے: ہمارا زمانہ ایسی قربانی کا نہیں کہ جنگ کریں اور جان دیں۔ ہاں اس طرح جانی قربانی بھی ہو سکتی ہے کہ کوئی محض اپنا وقت خرچ کرے محنت اٹھائے۔ یا جس طرح ہمارے دو[2] بزرگ کابل میں مارے گئے یا بعض کو اپنے وطن چھوڑنے پڑے اور یہاں آکر آباد ہوئے۔ یہاں کیلئے برکتوں کا وعدہ ہے مگر اس میں اس طرح ہجرت کر کے آنا جس طرح مدینہ میں حکمًا ہجرت کرنا پڑی تھی فرض نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی ہجرت کر کے آئے تو اس کے لئے بہت برکت کا موجب ہوگا۔

پس خوب یاد رکھو اس وقت صرف ایک ہی راستہ کھلا ہے۔ اگر وہ بھی بند ہو گیا تو پھر کوئی رستہ نہیں جس سے تمہیں دین کی خدمت کے لئے بلایا جائے۔

حضرت صاحب نے ایک کام شروع کیا اسکی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔ آپ نے براہین احمدیہ حصّہ پنجم میں لکھا ہے کہ ہم نے جو دینی اور تبلیغی کام شروع کئے ہیں ہماری جماعت کا فرض ہے کہ چندوں سے اسکی مدد کرے۔ کیونکہ اس لئے کہ آپ کے وقت میں بڑی خدمت روپیہ کا خرچ کرنا ہی ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود نے ان شرائط کے علاوہ جو شریعت نے مقرر کی ہیں صرف چندوں کے متعلق ہی لکھا ہے کہ جو شخص تین مہینہ تک چندہ نہ دے وہ میری جماعت سے نہیں ہے۔ تو آجکل جان نہیں مانگی جاتی۔ مہینہ کے بعد چندہ طلب کیا جاتا ہے۔ کیونکہ آجکل یہی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ غور کرو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف ایک آدمی تھے۔ مگر خدا نے انکو اس قدر برکت دی۔ اب آپ کے نام پر فدا ہونیوالے کتنے ہیں۔ اور دین کی خدمت کرنے والے کس قدر۔

اس میں شک نہیں کہ ہماری جماعت دین کی خدمت کے لئے جو کچھ کر رہی ہے وہ دوسروں کے مقابلہ میں بہت بڑھ کے ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ اس قدر ہے جس قدر کہ ہماری جماعت کو کرنا چاہئیے۔ اس کے متعلق کہنا پڑتا ہے کہ دوسرے مذاہب

کے مقابلہ کے لئے جس جدّو جہد کی ضرورت ہے اس سے اب تک کام نہیں لیا گیا۔ یہ سچ ہے کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ مگر کوئی ہونہار بروا دیکھ کر پانی دینا چھوڑ دے کہ بس اب کیا کرنا ہے تو یہ اس کی نادانی ہے۔

حضرت مسیح موعود نے ایک جگہ پر لکھا ہے کہ وہ وقت آتا ہے جب کہ جس طرح خدا ایک ہے۔ اسی طرح زمین پر بھی ایک ہی دین ہوگا۔ مگر غور کرو کہ دنیا کے مقابلہ میں ہماری کیا تعداد ہے۔ پنجاب میں سینکڑوں گاؤں ایسے ہیں کہ وہاں کوئی احمدی نہیں۔ ہندوستان میں بہت کثرت سے گاؤں ہیں جہاں احمدیت کا کوئی نام تک نہیں جانتا یورپ تو قریباً سارا ہی خالی ہے۔ ہماری دوسروں کے مقابلہ میں وہ جو آٹے میں نمک کی مثال بیان کیا کرتے ہیں وہ بھی نہیں ہے۔ تو ابھی ہماری مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ چھوٹا پودا جس کو ذرا سی طاقت سے بھی اکھاڑ کر باہر پھینک دیا جا سکتا ہے۔ لیکن جب وہ درخت بڑھ جاتا ہے تو پھر بڑی بڑی طاقتیں بھی اس کو اسکی جگہ سے جنبش نہیں دے سکتیں۔ اس لئے اس وقت بہت کوشش کی ضرورت ہے۔ پس وہ اقرار جو ہم نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر کئے۔ ان کے پورا کرنے کا اب وقت ہے۔ ہم نے وعدہ کیا ہے کہ جس چیز کی بھی ضرورت ہوگی ہم اسلام کی راہ میں صرف کریں گے اگر مال کی ضرورت ہوگی تو مال اگر جان مطلوب ہوگی تو اس کے خرچ کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جائے گا۔ اب جان کا وقت نہیں۔ ہاں مال کی ضرورت ہے۔ سو اسکے متعلق یہ مت خیال کرو کہ اگر خدا کی راہ میں صرف کرو گے تو وہ ضائع ہو جائے گا۔ نہیں ضائع نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مثل الذین ینفقون فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ ؕ کہ تم جو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے وہ ضائع نہیں جائے گا۔ بلکہ بہت بڑھایا جائے گا۔

پس اس کام کی اہمیت اور عظمت کو سمجھو اور خدا کی راہ میں قربانی کرو۔ اگر تم پوری طاقت اور کوشش سے اس راہ میں قدم نہیں بڑھاؤ گے تو جو کچھ اب تک کر چکے ہو وہ بھی ضائع ہو جائے گا۔ اب یہ درخت زمین سے کسی قدر بلند ہو گیا ہے اگر تم نے اس سے بے اعتنائی کی تو ضائع ہو جائے گا۔

پس دوسروں کی نسبت ہماری حالت خطرناک ہے۔ ہمارے لئے بہت احتیاط کی

ضرورت ہے۔ دنیا نے اس خدمت کو ردّ کیا مگر خدا نے اسے ہمارے سپرد کیا۔ پس ایسا نہ ہو کہ ہم نالائق ثابت ہوں۔ اب بیٹھنے کا وقت نہیں اور نہ ہی پیچھے ہٹنے کا وقت ہے۔ ہم جو قدم آگے بڑھاتے ہیں اس کے پیچھے دیوار کھڑی کر دی جاتی ہے۔ اور جتنے بڑھتے ہیں ہمارے پیچھے کنویں کھود دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے ہم پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔

ہم اسی قدر کوشش اور سعی کرنے کے ذمّہ دار ہیں جس قدر ہم کر سکتے ہیں۔ زیادہ کا ہم سے مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ آگے اللہ تعالیٰ خود ذمّہ دار ہے۔ ہماری جماعت کو یہی حکم ہے کہ جس قدر وہ کر سکے دین کی راہ میں خرچ کرے۔

قادیان کی جماعت: اس وقت سب سے پہلے میری مخاطب قادیان کی جماعت ہے۔ کیونکہ وہ ان برکتوں سے حصّہ لینے والے لوگ ہیں جو قادیان میں رکھی گئی ہیں۔ اور وہ بہت فیضان حاصل کرتے ہیں۔ دین کی معرفت کی باتیں جو انہیں معلوم ہوتی رہتی ہیں وہ دوسروں کو نہیں۔ سلسلہ کی دینی سیاست کے متعلق جو یہاں کے احباب سے مشورے لئے جاتے ہیں وہ باہر کے دوستوں سے نہیں کئے جا سکتے۔ اس لئے جہاں برکات سے زیادہ حصّہ یہاں کی جماعت کے لوگ پاتے ہیں۔ وہاں ضروری ہے کہ دین کی خدمات میں بھی یہ باہر کے لوگوں سے زیادہ حصّہ لیں۔ اور زیادہ قربانی کر کے دکھلائیں۔ پس چاہیئے کہ یہ لوگ باہر کے لوگوں کے لئے نمونہ بنیں۔ میں نے قرضہ صدر انجمن کیلئے سالانہ جلسہ کے موقع پر جماعت کو توجہ دلائی تھی۔ سو خدا کے فضل سے وہ قرضہ قریباً اتر گیا ہے۔ لیکن ایک حصّہ اور ہے جو توجہ چاہتا ہے۔

یہاں پر جو کام ہو رہے ہیں ان کے دو حصّہ ہیں ایک تو وہ جو قادیان میں ہی جاری ہیں۔ مثلاً لنگر ہے۔ مدرسہ ہے۔ ریویو ہے۔ وغیرہ۔ یہ سب کام صدر انجمن کے سپرد ہیں۔ دوسرا کام بیرونی تبلیغ ہے۔ یہ ترقیٔ اسلام کے سپرد ہے۔ تبلیغ کا کام بڑے پیمانے پر وسیع ہو رہا ہے۔ اس لئے ترقیٔ اسلام کی انجمن مقروض ہوتی جا رہی ہے باہر نئی جماعتیں قائم ہو رہی ہیں۔ ان کے لئے ابتداءً خرچ کی ضرورت ہوگی پھر خدا کے فضل سے ان پر خرچ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہے گی۔ اور وہ نہ صرف اپنا خرچ آپ برداشت کریں گی بلکہ دوسروں کے لئے خرچ کرنے میں مدد دیں گی۔ انگلستان۔ ماریشس۔ سیلون۔ سیرالیون میں اس وقت جماعتیں بن رہی ہیں۔ اور جنگ کی وجہ سے ہمارے جو دوست

ایران میں ہیں ان کے ذریعہ وہاں بھی بیج بویا گیا۔ برما میں بھی جماعت قائم ہوگئی ہے۔ ان کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ مگر یورپ کے عیسائی یا آریہ یا غیر احمدی وغیرہ لوگ تو حضرت مسیح موعود کا نام پھیلانے کے لئے خرچ کرنے نہیں آئیں گے۔ اگر کوئی خرچ کرے گا تو وہ احمدی جماعت کے لوگ ہی ہوں گے۔ تو ضروریات بڑھتی جارہی ہیں خدا کے کام ہوکر رہیں گے۔ مگر جو تم خرچ کرو گے وہ ضائع نہیں ہوگا۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اس کا خدا کی راہ میں خرچ کیا ہوا ضائع ہو جائے گا وہ غلط خیال رکھتا ہے۔ اور اس کے لئے بہتر تھا کہ وہ پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ اس کی موت اس کی ایسی زندگی سے بہتر ہے۔ مومن خدا کی راہ میں خرچ کرکے ایک کے بدلے میں کم از کم سات سو پائے گا۔ یہ جہان ختم ہو جائے گا۔ مگر اگلا جہان ختم ہونے والا نہیں۔ اس لئے خدا کے انعام بھی ختم ہونے والے نہیں۔ وہ شخص جو اس دنیا میں خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے دریغ کرتا ہے مال اس کے کام نہیں آئے گا۔ جب دفن کرکے آئیں گے تو خزانہ بھی اس کے ساتھ دفن نہیں کر دیں گے۔ اور اگر ایسا کر بھی دیں تو اسے فائدہ کیا ہوسکتا ہے۔

پس سوچنا چاہئیے کہ وہ وقت جبکہ ماں باپ بہن بھائی تک جواب دیدیں گے اور ہر ایک کو اپنی اپنی ہی پڑی ہوگی۔ اس وقت اگر کام آئے گا تو یہی اپنا خرچ کیا ہوا جو کہ خدا کی طرف سے بے شمار ہوکر واپس ملے گا۔ **یوم یفرّ المرء من اخیه وامّه وابیه وصاحبته وبنیه لکل امرئ منھم یومئذٍ شان یغنیه** (عبس: ۳۵ تا ۳۸) وہ ایسا وقت ہوگا کہ کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ ہر ایک شخص اپنی فکر میں ہوگا۔ پس دین کی خدمت کی طرف توجہ کرو میں نے تحریک کی تھی کہ ہماری جماعت کا ایک سو آدمی سو سو روپیہ دے۔ تا کہ تبلیغ ولایت کا کام چلے۔ چنانچہ احباب نے وہ دیا۔ اب وہ روپیہ ختم ہوگیا ہے۔ اور ضروریات درپیش ہیں۔ پس یہاں کے لوگ بھی جلد کریں اور باہر کی جماعتیں بھی جلد کریں۔ اب فضل کے دروازے کھولے گئے ہیں۔ جس قدر خرچ کرسکتے ہو کر دو ورنہ وقت آئے گا کہ لوگ خرچ کرنا چاہیں گے مگر ان کے لئے

خرچ کا موقعہ نہیں ہوگا۔ ابتداءً ہی انعام کا موقعہ ہوتا ہے۔ آج تو ہم دین کے لئے مانگنے جاتے ہیں۔ پھر لوگ دینے آئیں گے مگر لینے والوں کو ضرورت نہ ہوگی۔ تو سب سے پہلے قادیان کی جماعت نمونہ دکھائے۔ جہاں تک ہو سکے کرے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ اس کام کی اہمیت کو سمجھ لیں یہ خطرناک وقت ہے۔ خداوند تعالیٰ ہمیں اس میں کامیاب ہونے کی توفیق دے اور اپنے فضل سے کامیابی کا منہ دکھائے۔ آمین۔

(الفضل ۲۵ راگست ۱۹۱۷ء)